

ساخہ کر بلا

یزید نے تختِ حکومت پر براجمان ہوتے ہی مدینہ کے گورنر

ولید بن عتبہ کو خط لکھا۔

"ان ادع الناس و با یعمہم و ابدا بالوجہ-----"

(سیر اعلام النبلا ج 3 ص 295)

لوگوں کو بیعت کی دعوت دو اور بیعت کا آغاز (مدینہ) کی ممتاز

شخصیات سے کیا جائے۔ تو مدینہ کے گورنر نے سیدنا حسین

اور عبد اللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما کو رات کی تاریکی میں بلا بھیجا۔ (جب

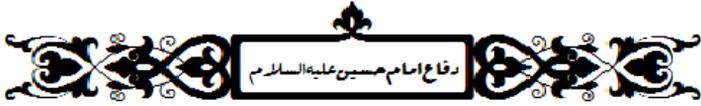
آئے) تو یزید کی بیعت کا تقاضا کیا۔ تو انھوں نے فرمایا ہم صبح کا

انتظار کرتے ہیں۔ دیکھتے ہیں، لوگ کیا طرز عمل اپناتے

ہیں۔ یہ کہا اور وہاں سے نکل گئے۔

پھر سیدنا حسین اور حضرت عبد اللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما مکہ

تشریف لے گئے۔ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ دار العباس میں رہائش پذیر



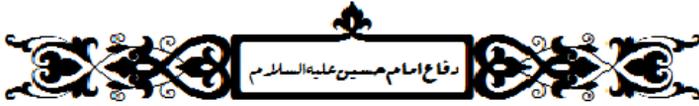
ہوئے اور سیدنا عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما حجر میں ٹھہرے اور
لوگوں کو یزید کے خلاف دعوت دینے لگے۔

﴿سیدنا حسین علیہ السلام کی مقبولیت﴾

"فعكف الناس على الحسين يقدون اليه و يقدمون عليه و
يجلسون حوالیه و يستمعون كلامه"

لوگ حضرت حسین ہی کے ہو کر رہ گئے۔ آپ کے پاس
آتے اور آپ کے گردا گرد بیٹھتے اور نہایت توجہ سے آپ
کی گفتگو سنتے۔

(الہدایہ والنہایہ ج 8 ص 162)



﴿اہل کوفہ پیغام بھیجتے ہیں﴾

امام ابن الاثیر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

" فاتا ہ کتب اهل الكوفة و هو بمكة "

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ جب مکہ مکرمہ تشریف فرما تھے تو آپ کے پاس اہل کوفہ کی طرف سے خطوط آئے۔

(اسد الغابہ ج 2 ص 32)

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

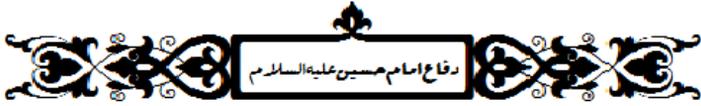
" فبعث اهل العراق الى الحسين الرسل و الكتب يدعونہ "

اہل عراق نے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی طرف قاصد روانہ کئے وہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو اپنے ہاں چلے آنے کی دعوت دے رہے تھے۔

(البدایہ والنہایہ ج 8 ص 178)

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

" فاتاہ رسل اهل الكوفة انا قد حبسنا انفسنا عليك و لسنا نحضر الجمعة مع الوالی فاقدم علينا "



سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے پاس اہل کوفہ کے پیغام رساں آئے۔ اہل کوفہ نے لکھا تھا۔ کہ ہم نے خود کو آپ کی خاطر روک رکھا ہے۔ ہم یزیدی امیر کے ساتھ جمعہ کی نمازوں میں شریک نہیں ہوتے۔ آپ ہمارے ہاں تشریف لائیے۔

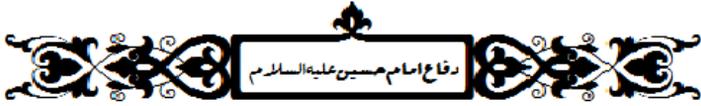
(الاصابہ ج 2 ص 78، سیر اعلام النبلاء ج 5 ص 201)

قارئین کرام:- یہ بات ناصبیوں کے ہاں بھی تسلیم شدہ ہے۔ کہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو اہل کوفہ نے خط بھیجے تھے۔ ملاحظہ فرمائیں۔
محمود عباسی نے لکھا۔

حضرت حسین مدینہ سے مکہ تشریف لے آئے اور کوئی سبائیوں کو یہ حال معلوم ہوا تو ان کی تحریرات اور وفود آنے لگے۔ مورخین نے یہ بھی لکھا ہے۔ کہ ان خطوط کا شمار سینکڑوں سے متجاوز تھا۔

(خلافت معاویہ ویزید ص 145-146)

سنابلی ہندوستانی نے لکھا۔



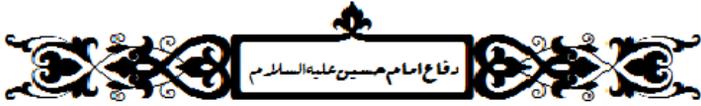
انہوں نے حسین رضی اللہ عنہ کی طرف خطوط بھیجنا شروع کر دیے۔

(یزید بن معاویہ پر الزامات ص 859)

عتیق الرحمن سنبھلی نے لکھا۔

بہر حال حضرت حسین رضی اللہ عنہ شعبان 60 ہجری کی چار تاریخ کو مکہ پہنچ گئے اور دار عباس میں قیام کیا۔ آپ کے پاس لوگوں کی آمد و رفت شروع ہو گئی۔ ان میں اہل مکہ بھی تھے اور عمرہ وغیرہ کے لیے آنے والے بیرونی لوگ بھی۔ خبر کو فہ بھی پہنچ گئی اور مضافات میں وہاں کے شیعانِ علی کے خطوط لیکر ان کے پاس قاصد پہنچنا شروع ہو گئے۔ ایک کے بعد ایک چار پانچ گھنٹیوں میں سے کم سے کم ڈیڑھ سو خطوط پہنچے۔ جو نمایاں لوگوں کے تھے۔ یہ خطوط دعوتی تھے کہ آپ یہاں تشریف لے آئیں۔

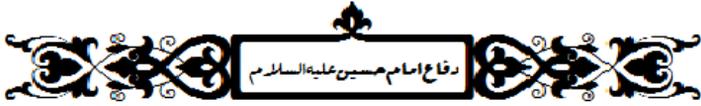
(واقعہ کربلا ص 179)



قارئین کرام:-

مسلمہ ائمہ تاریخ کی کتب کے حوالہ جات کے بعد ناصبیوں کے حوالہ جات ذکر کرنے کی ضرورت تو نہ تھی۔ ہم نے نواصب کی عبارات صرف اس لیے پیش کی ہیں۔ کہ حامیانِ یزید ائمہ تاریخ کی بجائے ناصبی الفکر مصنفین کی تحقیق پر اعتماد کرتے ہیں۔

اب آتے ہیں۔ اصل بات کی طرف جب طے ہو گیا کہ سیدنا امام حسین علیہ السلام کو کوفہ کی ممتاز شخصیات کے سینکڑوں خطوط موصول ہوئے تھے۔ ثابت ہو گیا اہل کوفہ یزید کے مخالف تھے۔ اور یاد رہے کوفہ دار الخلافہ رہا ہے کوفہ کی آواز عرب میں کافی اثر رکھتی تھی۔



﴿سیدنا حسین ؑ مسلم بن عقیل کو بجانب کوفہ روانہ کرتے ہیں﴾

"فعند ذالك بعث ابن عمه مسلم بن عقیل بن ابی طالب الى

العراق ليكشف له حقيقة هذا الامر والاتفاق فان كان

متحتما وامرا حازما محكما بعث اليه ليركب في اهله وياتي

الكوفة ليظفر-----"

سیدنا حسین ؑ نے اپنے چچازاد بھائی مسلم بن عقیل بن

ابی طالب کو عراق کی طرف روانہ کر دیا تاکہ وہاں پہنچ کر

حالات کا بغور جائزہ لیں۔ اگر حالات سازگار پائیں تو خط لکھ

کر آگاہ کر دیں۔

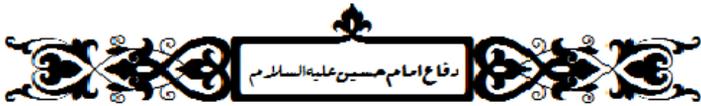
(الہدایہ والنہایہ ج 8 ص 220)

یزید ابن زیاد کو خط لکھتا ہے

"اذ قدمت الكوفة فاطلب مسلم بن عقیل فان قدرت عليه

فاقتله اونفه"

(الہدایہ والنہایہ ج 8 ص 221)



جب تم کوفہ پہنچ جاؤ تو مسلم بن عقیل کو ڈھونڈنا اگر تمہیں اس پر تسلط حاصل ہو جائے تو اسے قتل کر ڈالنا یا شہر بدر کر دینا۔

﴿ حالات کشیدہ ہو جاتے ہیں ﴾

یزید کو جیسے ہی اطلاع ملتی ہے۔ کہ امام حسین عراق کی طرف نکلنا چاہتے ہیں۔ فوراً اپنے گورنر ابن زیاد کو خط لکھتا ہے۔

" قد بلغنی ان الحسین قد توجه الی نحو العراق فضع المناظر
والمسالح واحترس واحبس علی الظنة وخذ علی التهمة"

مجھے خبر ملی ہے کہ حسین عراق کی طرف آرہے ہیں۔ لہذا تم جگہ جگہ جاسوس ونگران بٹھا دو جس کے بارے میں شک بھی ہو اسے قید میں ڈال دو اور جس پر الزام ہو اسے فوراً پکڑ لو۔

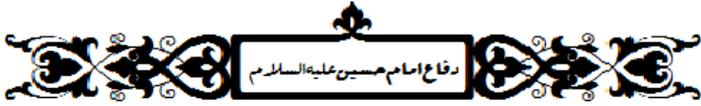
(البدایہ والنہایہ ج 8 ص 179)

(یہی خط ابن الاثیر نے الکامل ج 2 ص 160 پر ذکر کیا ہے)

(ابن جریر الطبری نے تاریخ طبری ج 3 ص 292 پر ذکر کیا ہے)

(محمد بن منظور نے مختصر تاریخ دمشق ج 3 ص 181 پر ذکر کیا ہے)

قارئین کرام :-



یزید کے مندرجہ بالا خط سے ثابت ہوتا ہے کہ

1۔ یزید سیدنا امام حسین علیہ السلام سے خاصا خود فرودہ تھا۔ اسے

اندیشہ تھا کہیں کوفہ ہی ہاتھ سے نہ نکل جائے۔

2۔ یزید پر رعایا مطمئن نہیں تھی اور نہ ہی اس کی بیعت پر

راضی۔ اگر سیدنا حسین علیہ السلام یزید کی مخالفت میں اکیلے

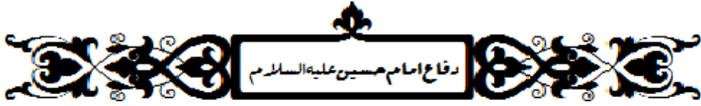
ہوتے تو یزید قطعاً اس قدر متفکر نہ ہوتا۔ کیا یہ حقیقت نہیں

کہ جس حکمران پر رعایا مطمئن ہو۔ وہ اس قدر پریشان نہیں
ہوا کرتا۔

3۔ کوفہ کے حالات نہایت ہی مخدوش و کشیدہ ہو چکے تھے۔

کوفہ میں کرفیو کا ساما حول بن گیا تھا لوگوں کو گھروں تک

محصور کر دیا گیا تھا۔

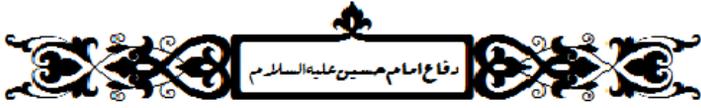


﴿ کوفہ میں تین قسم کے لوگ تھے ﴾

عام طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے۔ کہ کوفہ کے تمام لوگ ہی بے وفا و غدار تھے۔ جب حضرت حسین علیہ السلام کوفہ کی جانب روانہ ہوئے تو تمام کوفی حضرت حسین علیہ السلام کی حمایت و نصرت سے الگ ہو گئے۔ کتب تاریخ و رجال کا تفصیلی مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ کوفہ میں تین قسم کے لوگ تھے۔

1۔ بزول 2۔ مفاہ پرست 3۔ مخلص وفادار
بزول افراد جو تھے وہ حالات کا مقابلہ نہ کر سکے۔ ان کی ہمتیں
جواب دے گئیں۔ سیدنا حسین علیہ السلام کو بے یار و مددگار چھوڑ
گئے۔

مفاہ پرست طبقہ :-



اس طبقے کے لوگوں نے جب دیکھا کہ کوفہ میں یزید مخالف تحریک نقطہ عروج تک پہنچ چکی ہے اور سیدنا حسین علیہ السلام میدان میں اترنے والے ہیں۔ انھیں یقین ہو گیا۔ کہ اب سلطنت یزید یہ چند ہفتوں کی مہمان ہے یہ مفاد پرست لوگ یزید مخالف تحریک میں شامل ہو گئے۔ تاکہ دونوں ہاتھوں سے مفاد سمیٹیں۔ چنانچہ ان لوگوں نے سیدنا حسین علیہ السلام کو خطوط بھی لکھے۔ بڑھ چڑھ کر وفاداریوں کا یقین بھی دلایا۔ حقیقت ہے کہ ایسے لوگوں کی وفاداریاں بدلتے موسم کا روپ دھار لیا کرتی ہیں۔ یہ کوئی تعجب کی بات نہیں۔ تحریکوں کے ساتھ ایسا ہوتا آیا ہے۔ کیا بدل جانے والے مفاد پرست چہروں کو دیکھ کر یہ باور کر لیا جائے کہ تحریکیں بے وفا لوگوں پر مشتمل تھیں۔ یہی کچھ کوفہ میں پپا ہونے والی حکومت مخالف تحریک کے ساتھ ہوا۔ مفاد پرست لوگ شامل ہو گئے۔ لیکن جب حالات بدلتے دیکھے۔ مفاد حاصل

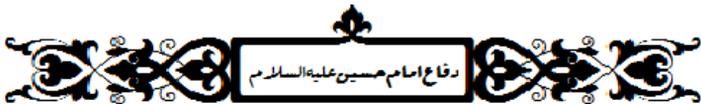


ہونا مشکل دکھائی دینے لگا۔ تو یہ لوگ سیدنا حسین علیہ السلام سے الگ ہو گئے۔ معاملہ صرف علیحدگی تک نہ رہا۔ ستم بالائے ستم کہ یہ دنیا پرست لوگ لشکرِ یزید میں شامل ہو کر یزیدی امیر کی رضا کے طلبگار ہو گئے۔

رہے مخلص وفادار لوگ! تو انہیں پابندِ سلاسل کر دیا گیا۔ حالات اس قدر کشیدہ ہو گئے کہ یہ لوگ بسیار کوشش کے امام حسین علیہ السلام کے پاس نہ پہنچ سکے اور ادھر صحرائے کربلا میں قیامت صغریٰ بیت گئی۔

قارئین کرام:-

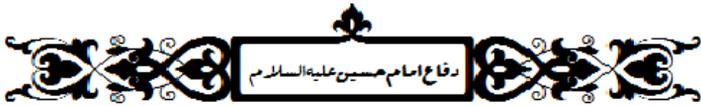
آپ نے دیکھا ہو گا۔ کہ حکومت مخالف طبقہ اگر احتجاج کا اعلان کر دے تو حکمرانانِ وقت اپنی تمام طاقت تحریک کو کچلنے پر صرف کر دیتی ہے۔ ہزار ہا افراد پابندِ سلاسل کر دیئے جاتے ہیں۔



بڑی شاہراہوں پر دیو ہیکل کنٹینرز لگا کر داخلی و خارجی راستے
مسدود کر دیے جاتے ہیں۔ پھر حکمران طبقہ یہ راگ الاپنا
شروع کر دیتا ہے۔ "احتجاج کا ڈرامہ فلاپ ہو گیا"

لیکن جو لوگ غیر جانبدار اور باشعور ہوتے ہیں۔ وہ سر پکڑ کر
بیٹھ جاتے ہیں۔ ورطہ حیرت میں بار بار سوال کرتے نظر
آتے ہیں۔ کہ اگر ساری عوام حکومت کے ساتھ ہے تو پھر
راستے کیوں مسدود کئے گئے۔ کنٹینرز سڑکوں پر کیوں
لاکھڑے کیے گئے۔ پٹرول پمپ سیل کیوں کیے گئے۔۔۔۔؟

سید حسن بنا مصری سے آپ واقف ہوں گے۔ یہ وہ
لیڈر تھے جن کی تحریک وادی نیل کی فضاؤں کو چیرتے
ہوئے حدودِ مصر سے آگے بڑھ چکی تھی۔ لاکھوں نوجوان ان
کے ہاتھ پر بیعت کر چکے تھے۔ لیکن جبر کے جھونکوں نے
جب ان کا چراغِ زیست گل کیا۔ تو ملک میں کرفیو کا نفاذ کر دیا



گیا۔ جب جنازہ اٹھا۔ تو جنازے میں لاکھوں افراد کی بجائے
صرف چند افراد شامل تھے۔ کیا یہ مان لیا جائے کہ سیدنا حسن
البنائے کے ساتھ صرف چند لوگ ہی تھے؟؟؟۔

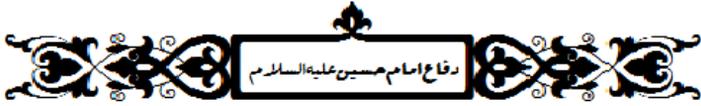
﴿لوگوں کا میلان سیدنا امام حسین علیہ السلام کی طرف ہی

تھا﴾

حامیانِ یزید کر بلا کے واقعات اس انداز سے بیان کرتے
ہیں۔ کہ سننے والا یہ تصور قائم کر بیٹھتا ہے۔ کہ تمام لوگ
یزید کی بیعت پر راضی و خوش تھے۔ اور لوگوں کا میلان بھی
یزید ہی کی طرف تھا۔ حالانکہ حقیقتاً ایسے نہیں تھا۔ لوگ
حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی طرف ہی مائل تھے۔

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

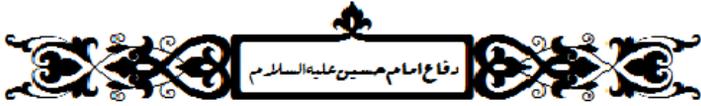
"بل الناس ان میلہم الی الحسین لانہ السید الکبیر و ابن
بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فلیس علی وجہ



الارض - يو مئذ احد يساميه ولا يساويه ولكن الدولة
اليزيدية"

لوگوں کا میلان قلب بلاشک و شبہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی طرف
ہی تھا۔ کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ سید کبیر تھے۔ رسول کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی
بیٹی کے لخت جگر تھے۔ اور اُس دور میں پوری روئے زمین پر
آپ رضی اللہ عنہ جیسا کوئی تھا ہی نہیں۔ لیکن سلطنتِ یزیدیہ سب کی
سب آپ کی عداوت و دشمنی پر تلی ہوئی تھی۔

(البدایہ والنہایہ ج 8 ص 151)



﴿سیدنا امام حسین علیہ السلام مکہ سے روانہ ہوتے ہیں﴾

"ونخرج يوم التروية يريد الكوفة"

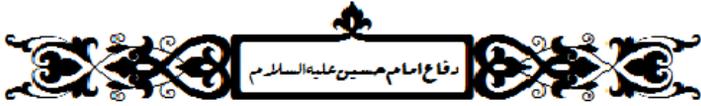
سیدنا امام حسین علیہ السلام ترویہ کے دن مکہ مکرمہ سے کوفہ کے لیے روانہ ہو گئے۔

(مرآة الجنان، الہدایہ والنہایہ ج 8 ص 229، اکال ج 4 ص 184)

یزیدی گورنر کا ردِ عمل

"ولما بلغ ابن زیاد مسير الحسين من مكة بعث الحصين بن نمير تميمي صاحب شرطته فنزل القادسيه و نظم الخليل بين القادسيه الى خفان وما بين القادسيه الى القطقانة والى جبل لعل"

جب ابن زیاد گورنر کوفہ کو سیدنا حسین کے مکہ مکرمہ سے روانہ ہونے کی اطلاع ملی تو اس نے حصین بن نمیر کو روانہ کیا۔ اس نے قادیسیہ پہنچ کر پڑاؤ کیا اور ایک طرف قادیسیہ سے



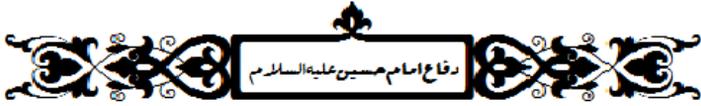
خفان تک اور دوسری جانب قادسیہ سے قطقطانہ اور کوہ لعل تک سواروں کو پھیلا دیا۔

(اکال ج 4 ص 41)

﴿سیدنا حسین علیہ السلام مقام حاجر سے کوفہ کی جانب قاصد روانہ کرتے ہیں﴾
"فلما بلغ الحسين الحاجر كتب الى اهل الكوفة مع قيس بن مسهر الصيداوى يعرفهم قدومه ويامرهم بالجد في امرهم"
جب سیدنا حسین رضی اللہ عنہ مقام حاجر پہنچے تو قیس بن مسھر کو خط دے کر اہل کوفہ کی طرف روانہ کیا تاکہ وہ اہل کوفہ کو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے آنے کی خبر دے اور اپنے اس انقلابی اقدام میں محنت کرنے کی ترغیب دلائے۔

قیس بن مسھر کی شہادت

جب قیس بن مسھر قادسیہ پہنچے تو ابن نمیر نے انہیں گرفتار کر کے ابن زیاد کی طرف بھیج دیا۔ جیسے ہی قیس بن مسھر کو ابن زیاد کے پاس پہنچایا گیا۔ تو وہ آپ سے یوں مخاطب ہوا۔



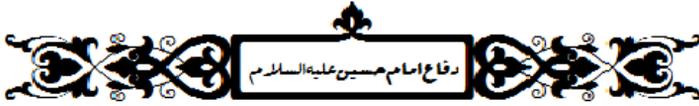
"اصعد القصر فسب الكذاب ابن الكذاب الحسين بن علي"
کہ محل کی چھت پر چڑھ کر حسین بن علی کو گالیاں دو۔ سیدنا
قیس چھت پہ چڑھے اللہ کی حمد و ثناء بیان کرنے کے بعد
فرمایا۔

"ان الحسين بن علي خير خلق الله ابن فاطمة بنت رسول الله
انارسوله اليكم وقد فارقتہ بالحاجر فاجيبوه"

حسین بن علی رضی اللہ عنہ بلاشک و شبہ مخلوقِ خدا میں سب سے بہتر
شخصیت ہیں۔ فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لختِ جگر ہیں۔
میں تمہاری طرف ان کا قاصد بن کر آیا ہوں۔ اور میں ان
سے مقامِ حاجر سے جدا ہوا ہوں۔

اور پھر آپ نے ابن زیاد اور اُس کے باپ پر لعنت کی۔ سیدنا
علی رضی اللہ عنہ کے حق میں دعائے خیر کی۔ ابن زیاد نے حکم دیا کہ
محل کی چھت سے گرا دیا جائے۔

"فرمی من اعلی القصر فتقطع فمات"



چنانچہ آپ کو محل کے بالائی مقام سے گرا دیا گیا۔ گرتے ہی
جسم ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا خالق حقیقی سے جا ملے۔

(الہدایہ والنہایہ ج 8 ص 240)

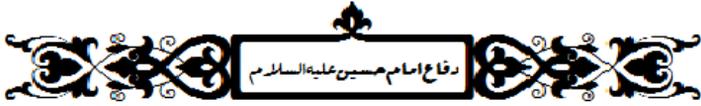
﴿مقام زبالہ پر عبداللہ بن بقطر کے قتل کی خبر ملتی ہے﴾

عبداللہ بن بقطر کو سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے ابن عقیل رضی اللہ عنہ کی
طرف روانہ کیا تھا۔ ابن نمیر کے سواروں نے پکڑ کر ابن زیاد
کی طرف بھیج دیا۔ ابن زیاد نے آپ کو حکم دیتے ہوئے کہا۔
"اصعد فوق القصر والعن الکذاب ابن الکذاب"

محل کی چھت پر چڑھ کر کذاب بن کذاب پر لعنت بھیجو۔
(نعوذ باللہ من ذالک)

پھر میں دیکھوں گا کہ تمہارے بارے میں کیا کرنا ہے۔ آپ
محل کی چھت پر چڑھے

"فاعلم الناس بقدم الحسين و لعن ابن زياد و اباه"



لوگوں کو سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے چلے آنے کی اطلاع کی۔ ابن زیاد اور اس کے باپ پر لعنت کی
"فالقاه من القصر فتكسرت عظامه"

ابن زیاد نے انھیں محل کی چھت سے گرا دیا جس کے نتیجے
میں ابن بقطر کی ہڈیاں چور چور ہو گئیں۔

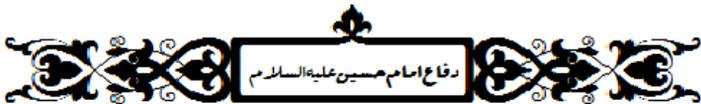
(اکال ج 4 ص 43)

سیدنا امام حسین علیہ السلام چشمہ شراف سے روانہ ہوئے، چلتے چلتے
جب کوہ ذی حشم پر پہنچے تو
"جاء القوم وهم الف فارس مع الحر بن يزيد التيمي فوقفوا
مقابل الحسين واصحابه"

حر بن یزید التیمی کی زیر کمان ایک ہزار سوار بھی پہنچ گئے۔
وہ سیدنا حسین علیہ السلام اور آپ کے ساتھیوں کے مقابل آ
ٹھہرے۔

(اکال ج 4 ص 47)

اہم اور فیصلہ کن بات :-



قارئین کرام: اگر سیدنا حسین علیہ السلام کے ساتھ صرف کوئی ہی تھے اور بعد میں وہ بھی آپ علیہ السلام کے خلاف ہو گئے تھے۔ تو پھر یہ ایک ہزار کا لشکر کیوں بھیجا گیا؟۔ ابن زیاد کی طرف سے اتنا بڑا لشکر بھیجنا کیا اس بات کی دلیل نہیں کہ سیدنا حسین علیہ السلام کو عوام میں مقبولیت حاصل تھی۔ اور مقبولیت بھی ایسی کہ یزیدی گورنر کو ایک ہزار کا لشکر بھیجنا پڑا۔ کیا یہ لشکر سیدنا حسین علیہ السلام کے مختصر سے قافلے کا مقابلہ کرنے کے لیے بھیجا گیا تھا؟

محر نے کہا

"امرت ان لا افارقك حتى اقدمك الكوفة فاذا ابیت نخذ
طريقا لا تدخلك الكوفة ولا تردك الى المدينة"

مجھے تو یہ حکم دیا گیا ہے۔ کہ میں آپ کے ساتھ لگا رہوں۔
حتیٰ کہ آپ کو کوفہ پہنچا دوں۔ اگر آپ ایسا نہیں چاہتے تو پھر



ایسا راستہ اپنائیے۔ جو آپ کو نہ ہی کوفہ پہنچائے اور نہ ہی
واپس مدینہ۔

(اکال ج 4 ص 47)

﴿سیدنا امام حسین علیہ السلام مقام عذیب الجانات پر﴾

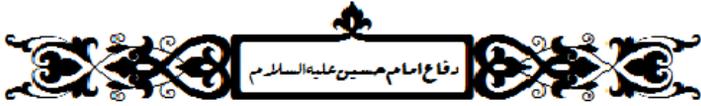
سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ چلتے چلتے عذیب الجانات پہنچے تو وہاں
ترماح بن عدی رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اُن سے
کوفہ کے حالات دریافت کیے۔ اپنے قاصد قیس بن مسھر
کے بارے میں پوچھا۔ ترماح رضی اللہ عنہ نے کہا وہ تو شہید کر دیئے
گئے۔ اور جوان پر گزری تھی سب گوش گزار کر دی۔

"فترقت عیناه بالدموع ولم یملک دمعہ"

سنتے ہی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ ضبط نہ کر پائے۔ زبان
پر قرآن پاک کی یہ آیت جاری ہو گئی۔

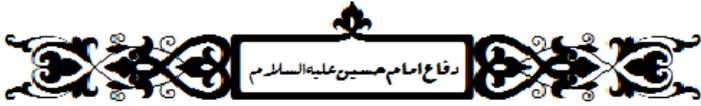
"فمنہم من قضیٰ نحبہ ومنہم ینتظر وما بدلوا تبدیلاً"

پھر یہ دعا فرمائی۔



"اللهم اجعل لنا ولهم الجنة واجمع بيننا وبينهم في مستقر
رحمتك و غائب مدخور ثوابك"

اے مولائے کریم ہمیں اور اُن کو جنت عطا فرمانا۔ ہمیں اور
انہیں اپنی جوارِ رحمت اور ذخیرہ شدہ اجر میں یکجا فرما دینا۔
دورانِ گفتگو ترماح رضی اللہ عنہ نے کہا۔ آپ ہمارے پاس "کوہِ اُجا"
پر تشریف لے آئیں۔ خدا کی قسم! وہ ایسا پہاڑ ہے جس نے
ہمیں ملوکِ غسان و حمیر نعمان بن منذر اور ہر سرخ و سفید
کے حملے سے محفوظ رکھا ہے۔ اگر جنگ کی نوبت آئی تو۔ میں
آپ کو ضمانت دیتا ہوں کہ بنو طے کے بیس ہزار شمشیر زن
آپ کے پاس جمع کر دوں گا۔ وہ سب آپ کے آگے اپنی
تلواروں سے لڑیں گے۔ خدا کی قسم جب تک ان میں ایک
شخص بھی زندہ رہے گا۔ آپ تک دشمن نہیں پہنچ سکے گا۔



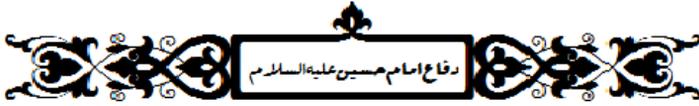
پھر ترماح رضی اللہ عنہ اجازت لے کر واپس چلے گئے اور جاتے ہوئے آپ سے کہا تھا۔ کہ میں اہل خانہ کا بندوبست کر کے واپس آ جاؤں گا۔ پھر بقول راوی کے واپس تو آئے لیکن وادی کر بلا میں قیامتِ صغریٰ بیت چکی تھی۔

"ثم عاد الى الحسين فلما بلغ عذيب الهجانات لقيه خبر قتله
فرجع الى اهله"

(اکامل ابن اثیر)

اہم نکات :-

- بنو طے کے لوگ بھی سیدنا حسین علیہ السلام کے ساتھ تھے۔
- ترماح بن عدی رضی اللہ عنہ کے ہاں بھی حضرت حسین علیہ السلام کا موقف برحق تھا۔
- اگریزید برحق ہوتا تو ترماح بن عدی رضی اللہ عنہ جیسا جلیل القدر تابعی سیدنا حسین علیہ السلام کو کبھی بھی تعاون کی پیش کش نہ کرتا۔



﴿باپ بیٹے کا ایمان افروز مکالمہ﴾

"ثم سرى فنعس فى مسيره حتى خفق براسه واستيقظ وهو

يقول انالله وانا اليه راجعون والحمدلله رب العالمين"

رات کو چلے جا رہے تھے کہ اثنائے سفر اونگھ طاری ہو گئی۔ سر

نیچے کو جھک گیا۔ پھر جب بیدار ہوئے تو فرما رہے تھے۔

" انالله وانا اليه راجعون والحمدلله رب العالمين "

(البدایہ والنہایہ ج 8 ص 248، تاریخ الامم والملوک ج 4 ص 195 سیر اعلام النبلاء ج 4 ص 152)

آپ ﷺ کے لختِ جگر علی بن حسین رضی اللہ عنہما کے کانوں میں جیسے

ہی یہ کلمات پڑھتے ہیں۔ فوراً آپ کے پاس آکر عرض کرتے

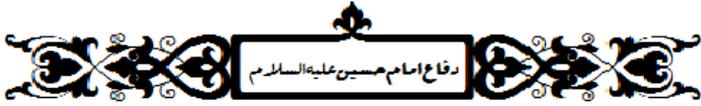
ہیں۔

"يا ابت جعلت فداك مم حمدت واسترجعت؟"

ابا جان میں آپ پر فدا ہو جاؤں کیا وجہ آپ انا للہ اور الحمد للہ

کہہ رہے تھے؟۔

فرمایا!



"یا بنی انی خفقت براسی خفقة فعن لی فارس علی فرس
فقال القوم یسیرون والمنایا تسیر الیهم فعلمت ان انفسنا نعیت
الینا"

بیٹا مجھے قدرے اونگھ آگئی کیا دیکھتا ہوں کہ ایک گھوڑ سوار
ہے۔ وہ کہتا جا رہا ہے۔ کہ لوگ محو سفر ہیں حالانکہ موتیں ان
کی طرف بڑھتی چلا آ رہی ہیں۔ میں سمجھ گیا کہ ہمیں ہماری
موت کی خبر دی جا رہی ہے۔

بیٹاپیوں گویا ہوتا ہے۔

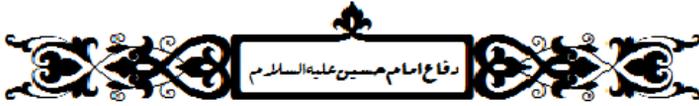
"یا ابت لا اراک الله سوء السنأ علی الحق؟"

اباجان کیا ہم حق پر نہیں؟

فرمایا!

"بلی والذی یرجع الیه العباد"

کیوں نہیں، اس ذات کی قسم جس کی طرف بندے ہر حالت
میں رجوع کرتے ہیں۔ ہم حق پر ہیں۔



بیٹا کہتا ہے۔

"اذن لانبالی ان نموت محقین"

جب ہم راہ حق میں موت کو گلے لگا رہے ہیں تو ہمیں موت کی کوئی فکر نہیں۔ بیٹے کی زبان سے یہ کلمات سن کر نواسہ رسول ﷺ کی زبان پر یہ کلمات جاری ہو جاتے ہیں۔

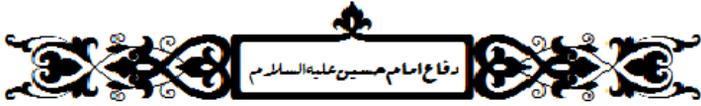
"جزاك الله من ولد خيرا ماجزى ولدا عن والده"

اللہ کریم تجھے وہ جزائے خیر عطا فرمائے جو فرما بردار بیٹے کو باپ کی طرف سے عطا کیا کرتا ہے۔

(اکال ج 4 ص 195)

﴿شب بھر چلتے رہے﴾

"فلما طلع الفجر صلی باصحابه وعجل الركوب ثم تياسر فی مسيره حتى انتهی الی نینوی"



جب فجر طلوع ہوئی تو ہمراہیوں کو نماز پڑھائی۔ پھر جلدی سے سوار ہو گئے۔ بائیں طرف کو چلنے لگے۔ چلتے رہے حتیٰ کہ نینوی پہنچ گئے۔

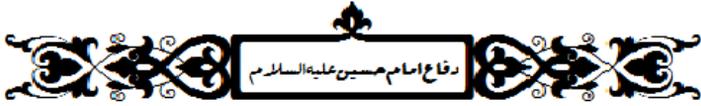
(الہدایہ والنہایہ ج 8 ص 248)

ابن زیاد کے ظالمانہ احکامات

مقامِ نینوی پر اترے ہی تھے کہ

"اذا راكب مقبل من الكوفة فوقفوا ينتظرونه فسلم على الحر ولم يسلم على الحسين واصحابه ودفع الى الحر كتابا من ابن زياد فاذا فيه اما بعد فجمع بالحسين حين يبلغك كتابي ويقدم عليك رسولى فلا تنزله الا بالعراء فى غير حصن وعلى غير ماء وقد امرت رسولى ان يلزمك فلا يفارقك حتى ياتينى بانفاذك امرى"

کوفہ کی جانب سے ایک سوار آتا دکھائی دیا۔ ٹھہر گئے، اس کا انتظار کرنے لگے۔ اس سوار نے حمر کو سلام کیا لیکن حضرت



حسین اور آپ کے ہمراہیوں کو سلام نہ کہا۔ اور حر کو ابن زیاد کا خط دیا جس میں تحریر تھا۔

اما بعد: جب میرا قاصد تیرے پاس پہنچ جائے تجھے میرا خط مل جائے۔ تو حسین پر سختیاں کرو۔ اسے کھلے میدان کے سوا کہیں پڑاؤ نہ کرنے دینا۔ ایسی جگہ اترنے پر مجبور کرنا۔ جہاں نہ قلعہ ہو اور نہ ہی پانی۔ میں نے اپنے قاصد کو حکم دیا ہے کہ وہ تیرے ساتھ ساتھ رہے۔ جب تک تو میرے حکم پر عمل نہ کر لے۔ تجھ سے جدا نہ ہو۔

(اکال ج 4 ص 52)

"فاخذ الحر بالنزول علی غیر ماء ولا فی قرية"

چنانچہ مخرنے قافلہ حسینی کو ایسی جگہ پڑاؤ کرنے پر مجبور کر دیا جہاں نہ ہی آبادی تھی اور نہ ہی پانی۔ آخر کار حضرت حسین رضی اللہ عنہ اسی میدان میں پڑاؤ کرنے پر مجبور ہو گئے۔

(اکال ج 4 ص 52)

